Fikr-o-Nasar (Islamabad) 2:12 (1965) © rasailojaraid.com

اسلامی ثقافت کیا ہے؟

ڈاکٹر فضل الرحمن

بہت سے لوگوں کے نزدیک ، جن میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں ، اسلامی ثقافت کلچر و ثقافت کا ایک منفرد نمونہ اور زندگی کا ایک مخصوص مسلک تجویز کرتی ہے ، جو کسی قسم کا تنوع و تغیر قبول کرنے کا روا دار نہیں - اور اگر اس مخصوص مسلک حیات میں کوئی تبدیلی کی جائے ، تو اس نقطۂ نظر کے حامل حضرات اسے خود نفس اسلام میں یا اسلامی اقدار میں تبدیلی سمجھتے ہیں - اس ضمن میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اس نقطۂ نظر کے حامی صرف بہت سے مسلمان ہی نہیں ، جن کے نزدیک اسلام ایک معین روایتی زندگی کا نام ہے، بلکہ جیسا کہ ہم ابھی اوپر ذکر کر آئے ہیں- اس نقطہ نظر کی حمایت کئی ایک مشہور غیر مسلم محققین علوم اسلامیہ کی طرف سے بھی کی جاتی ہے -

اس کے بر عکس اسی طرح تاریخ ثقافت اسلامی کے بعض نامور غیر مسلم محققین نے جیسے کہ پروفیسر جی فان گروصبون ہیں - یہ نقطہ نظر پیش کیا ہے اور مسلم معاشرے میں سے بعض اکا دکا افراد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ اسلام کسی اعتبار سے بھی کسی ایک ثقافت کا نام نہیں - بلکہ وہ چند اصولوں ، ضابطوں اور قواعد کی نشان دہی کرتا ہے - جن کا تعین قرآن مجید اور سنت نبوی کی طرف سے ہوا ہے - اور مختلف نظام ہائے فقہ میں علماء اور فقہاء نے ان کی مختلف تعبیریں کی ہیں - اور یہ کہ اسلام ہر زمانے اور ہر ماحول کی مقامی ضرورتوں کے ساتھ چل سکتا بلکہ ان کے ساتھ مفاہمت بھی کر سکتا ہے - اس آخر الذکر نقطہ نظر کی خاص طور پر تاریخ اسلام کے دور متاخر کے بعض تاریخی واقعات سے بھی تائید ہوتی ہے - مثال کے طور پر ایشیا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افریقہ میں صوفیانہ تحریکوں کے ساتھ مختلف قسم کی جو روحانی و ثقافتی چیزیں وابستہ ھیں۔اور جو در اصل مقامی، روحانی و ثقافتی روایات کی نمائندگی کرتی ھیں، ان سب کو اسلام کے تحت لانے کی کوششیں کی گئیں ۔ ان دو کے علاوہ ایک تیسرا نقطہ نظر بھی ھے جسے جارگ کریمر جیسے چند جدید اھل علم نے پیش کرنے کی کوشش کی ھے ۔ ان کا کہنا ھے کہ اسلام کی خود اپنی ایک ثقافت ھے اور انھوں نے غلط یا صحیح اس ثقافت کی روح کو اسلام کے بعض پہلوؤں میں، جن کی انھوں نے نشان دھی بھی کی ھے، معین کرنے کی کوشش کی ھے ۔

پہلے نقطہ نظر کے ماتحت، جس میں اسلامی ثقافت کو مسلم روایتی ثقافت کی ایک مخصوص اور معین شکل کے مترادف قرار دیا جاتا ھے، یوں استدلال کیا جاتا ھے کہ اسلام محض چند مراسم یا مذھبی احکام کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ھے ۔ ھمارے نزدیک یہ تمہیدی مسئلہ ایسا ھے، جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ اور اس زمانے میں اس کا انکار صرف سیکولرزم کے چند اکا دکا حامی ھی کرتے ھیں ۔ لیکن اس مبنی بر حقیقت تمہیدی مسئلے سے آگے جب اس نقطہ نظر کے حامل یہ ناقابل جواز بات کہتے ھیں کہ چوں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ھے، اس لئے اسلام نام ھے اس طرز زندگی کا بھی جو کم و بیش مسلمانوں میں عہد گذشتہ میں رھی ھے ۔ اور اب اگر اس طرز زندگی میں کوئی اختلال ھوتا ھے، تو یہ مترادف ھے خود اسلامی ثقافت یا اسلامی ثقافتی قدروں کو درھم برھم کرنے کا، تو اس صورت میں ھمارے سامنے ایک فیصلہ کن مقام آتا ھے ۔

ھم آگے چل کر بتائیں گے کہ اسلام جہاں بحثیت ایک جامع و ھمہ گیر مذھب کے زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں یہ یہ استعداد بھی ھے کہ وہ مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں پیدا ھونے والی ثقافتی بوقلمونیوں کو اپنے اندر رکھ سکے ۔ اور چونکہ اسلام بنیادی طور پر نام ھے چند قدروں کا، اس لئے یہ قدریں کسی معین طرز زندگی سے مخصوص نہیں کی جا سکتیں ۔ لیکن اس کے یقیناً یہ معنی نہیں کہ ھر طرز زندگی کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلامی کہا جا سکتا ھے - اس ضمن میں صرف وھی طرز زندگی اور وہ ثقافتی نمونہ اسلامی ھو سکتا ھے جو اسلامی قدروں کی صحیح طور پر ترجمانی کرتا ھو- اسلام کا ایک معاشرتی و اخلاقی تحریک کی حیثیت میں ' جس کی کہ بنیاد ایک عقیدے پر تھی ' ساتویں عیسوی صدی کے نصف اول میں سر زمین حجاز میں آغاز ھوا - قرآن کی ابتدائی نازل شدہ آیات اس عقیدے کی بنیادی خصوصیت کو بڑی اچھی طرح واضح کرتی ھیں - یہ عقیدہ جامع ھے ایک خدا کے مثالی تصور اور اس کے ساتھ ساتھ خاص طور پر ایک انسانیت کے تصور پر - قرآنی آیات میں اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کئی تدابیر اور شعائر کی بھی نشان دھی کی گئی ھے - چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ شروع ھی میں معاشری و اقتصادی انصاف کے اصول جو سب مومنوں کے لئے ایک سے مواقع کی راہ کھولتے ھیں - اسلام کی اصل روح میں داخل تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد کی زندگی میں قرآن اور سنت لے کئی اور شعائر کا اضافہ کیا - جو روحانی کے ساتھ ساتھ معاشرتی و اقتصادی زندگی سے بھی تعلق رکھتے تھے - نماز' زکوۃ ، روزے اور بیت اللہ کے حج کے عظیم شعائر صاف طور پر اس غرض سے فرض کئے گئے کہ وہ ایک اخلاقی قانون کے ماتحت مربوط انسانی اخوت و مساوات کا عملی ذریعہ بنیں - جب ان شعائر کو شروع میں عملی جامہ پہنایا گیا اور ان کی اساس پر آگے چل کر انتظامی و معاشرتی ادارے ارتقا پذیر ھوئے ' تو یہ ناگزیر تھا کہ اس زمانے میں عربوں کی جو ثقافت تھی ' وہ ان میں شامل کی جاتی - اس ابتدائی دور میں ان اداروں میں عربی ثقافت کے بعض عناصر کو کس طرح شامل کیا گیا - کئی مسلمان مفکرین نے اس کی صراحت کی ھے - اس سلسلے میں مشہور مورخ ابن خلدون اور اٹھارھویں صدی میں برصغیر ھند و پاک کے مصلح شاہ ولی اللہ دھلوی خاص طور سے نمایاں ھیں -

جب مسلمان جزیرہ عرب سے باھر پھیلے اور انھوں نے ایک وسیع و عریض سلطنت قائم کی - تو قدرتی طور پر ان کو ایران اور روم (بازنطینی) کی کہیں زیادہ ترقی یافتہ ھمسایہ ثقافتوں اور تہذیبوں سے دو چار ھونا پڑا - اس ضمن میں ایرانیوں نے اسلامی ثقافت کے ارتقا و ترقی میں بڑا حصہ لیا - اور اس میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہت سے نئے عناصر داخل کئے۔ ایرانی خاص طور سے یہ کارنامہ اس لئے سرانجام دے سکے کہ وہ بہت بڑی تعداد میں مسلمان ہو گئے اور واقعہ یہ ہے کہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ وہ اسلامی سلطنت کی فکری پشت پناہ بن گئے۔ ایرانیوں نے شیعیت کے علاوہ زندگی کے انتظامی ' معاشرتی اور روحانی پہلوؤں میں بھی بہت کچھ اضافہ کیا۔ اس بارے میں ایک یہ نظریہ بھی ہے کہ ایرانیوں نے اسلامی ثقافت میں جو بھی اضافے کئے اس کا محرک دراصل یہ سوچی سمجھی سکیم تھی کہ اسلامی تحریک کی روحانی صورت کو بگاڑ کر اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں۔ اس خیال کے حامی اس ضمن میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ ایرانیوں نے یہ سب کچھ عربوں سے انتقام لینے کی غرض سے کیا ' جنھوں نے کہ ان کو محکوم بنایا ' اور انہیں اپنی مسند اقتدار سے محروم کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اگرچہ عرب سیاسی لحاظ سے ایرانیوں پر غالب آ گئے ' لیکن ثقافتی اعتبار سے وہ ایرانیوں کے ہاتھوں پٹ گئے۔ ایرانیوں کی طرف یہ محرک جذبہ منسوب کرنا صحیح ہو یا نہ صحیح ہو ' اس سے قطع نظر ' یہ حقیقت واقعی اپنی جگہ پھر بھی قائم رہتی ہے کہ ایرانیوں نے خود اسلام کے مذہبی خیالات کے سرمائے تک میں اتنے واضح اور کافی بڑے سواد کا اضافہ کیا ہے کہ اگر ہم ان کے اس اثر و نفوذ کی نفی کر دیتے ہیں ' تو ہمارے لئے تاریخی اسلام کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اسلامی معاشرے کا ممتاز دانشور طبقہ نو مسلم ایرانیوں پر مشتمل تھا اور سلطنت اسلامی کا دفتری نظام بھی ان کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس سلسلے میں جو چیز لوگوں کو کم معلوم ہے اور جو شاید سب سے زیادہ اہم بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایرانی پرولتاری جو اب عرب قبائل کے موالی بن گئے تھے ' ان کا ارتقائے اسلام کے اس مرحلے میں بڑا زبردست اور مذہبی و اخلاقی تشکیلی اثر پڑا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں تمام کے تمام نہیں تو زیادہ تر تو یقیناً واعظ ' قاری اور زاہد مشرب صوفی اسی ایرانی پرولتاری طبقے میں سے تھے۔ یہ لوگ جنہیں اسلام کے نظریہ مساوات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور سادگی نے اپنی طرف کھینچا تھا ، ایرانیوں کے اونچے طبقے کے استبداد کے ستائے ہوئے تھے اور انہیں اسلام میں اخلاقی پناہ ملی تھی ۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام پر ناقابل مفاہمت امراء دشمن پائدار اثر چھوڑا ، اور قناعت و سادہ زندگی کا تصور دیا ۔ درحقیقت انہی لوگوں نے غریبی کو ایک امتیازی مرتبے پر پہنچایا اور آخر یہ کیوں نہ ہوتا ۔ یہ لوگ ایرانیوں کے اونچے طبقے کی بے حد و حساب دولت وثروت کے خلاف باغی تو تھے ہی ، اس کے علاوہ مسلمان اقوام میں یہ ایرانی ہی تھے جنہوں نے عربوں کے محکوم ہونے کے باوجود سب سے پہلے اپنی زبان کو تسلیم کرانے کا حق منوایا اور وہ بتدریج فارسی کو ایک ادبی زبان بنانے میں کامیاب ہو گئے ۔

یہ مثال اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اسلامی ثقافت میں کتنی توانائی کتنی مطابقت پذیری کی صلاحیت اور کتنی وسعت ہے ۔ چنانچہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایرانی نہ صرف اپنی ثقافتی خود مختاری کا اثبات کرنے کے بعد بھی مسلمان رہے ، بلکہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ انہوں نے اسلام کے ساتھ اپنی ثقافت کے ایسے اجزا کا بھی ادغام کر لیا ، جو ان کے نزدیک اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہم آہنگ تھے ۔ ایرانی ثقافت کے یہ اجزا کہاں تک اور کیسے اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہم آہنگ تھے ، یہ مسئلہ مابہ النزاع ہو سکتا ہے ، لیکن اس کے باوجود ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک ثقافت نے بڑے حیرت انگیز طریقے سے دوسری کو متاثر کیا ۔ اور اس سے کسی ایک کو کوئی گزند نہیں پہنچا ۔ بلکہ اس کے بر عکس دونوں کی ثروت میں اضافہ ہوا ۔

ایرانی و عربی ثقافتوں کے باہمی ادغام اور اثر پذیری سے اسلامی ثقافت کا جو نمونہ ترکیب پذیر ہوا ، وہ کم و بیش پوری اسلامی تاریخ میں اسی طرح قائم رہا ۔ سوائے اس کے کہ کچھ مدت گزرنے کے بعد عربی اثرات کمزور پڑ گئے ۔ اور اسلامی دنیا کے دور دراز حصوں میں جب کہ اس کا دائرہ بڑا وسیع ہو گیا ۔ یہ قرن اول جیسا اسلام نہ تھا ، بلکہ دوسرے اور تیسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درجے کا اسلام تھا ، جس کا وہاں اثر پڑا ۔ اب یہ چیز ہے جس نے فان گرومبون جیسے مورخین ثقافت کو یہ نتیجہ نکالنے پر آمادہ کیا کہ اسلامی ثقافت خود کسی خاص ثقافت کا نام نہیں ، بلکہ وہ کم و بیش چند مبہم قواعد اور اداروں کا مجموعہ ہے ، جنھیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے یا ایک دوسرے کے اوپر میکانکی طور پر رکھا جا سکتا ہے ۔ یا انہیں کسی بھی ثقافتی قالب میں ڈھالا جا سکتا ہے ۔ اس سے تو کسی کو انکار نہیں کہ برصغیر ہند و پاک ، وسط ایشیا اور افریقہ کے بڑے حصے میں اسلام سیاسی حکمرانوں یا علماء کے ذریعہ نہیں ، بلکہ صوفیہ کے ذریعہ پھیلا ہے ۔ اب اس سے جہاں اس الزام کا بے سروپا ہونا ثابت ہوتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے ، وہاں اس کے ساتھ ساتھ یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ ان دور دراز علاقوں میں بھی اسلام جس شکل میں پہنچا ، اور وہاں پھیلا وہ اس سے مختلف تھی جو کہ قرن اول میں اسلام کی تھی ، بلکہ بعض حالات میں اس کا اظہار مخالف سمت میں بھی ہوا کیا ۔ یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جزیرہ عرب سے جب اسلام باہر پھیلا ہے ، تو اس وقت بھی اس کی نشر و اشاعت تلوار سے نہیں ہوئی ، بلکہ وہ اپنے معاشرتی نظام اور سیاسی سیادت کی وجہ سے پھیلا ہے ۔

ہم نے اوپر اسلام کے بارے میں بطور ایک معاشرتی و اخلاقی نظام کے جس میں کہ اس کی اپنی مخصوص روح ہے ، جو کچھ لکھا ہے ، اگر وہ صحیح ہے ، تو لامحالہ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں کہ جو ثقافت اپنے اسلامی ہونے کی آرزومند ہے ، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کی اس مخصوص روح اور اس کے حقیقی نظام کی خصوصیات کی حامل ہو ۔ اور اگر زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اور اسلام کے دور دراز ملکوں میں پھیلنے کی وجہ سے اسلام کے نظام کی ان خصوصیات میں کہیں ضعف پیدا ہوجاتا ہے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ وہ ثقافتیں جہاں اسلام کی یہ روح اور اس کے نظام کی یہ خصوصیات مطلق نہیں پہنچیں ، یا وہ پوری طرح نہیں پہنچیں ، تو وہ ثقافتیں صحیح معنوں میں اسلامی نہیں ہیں ۔ (ہم اس سے پہلے اسلامی نظام کی وہ خصوصیات جو اس کی خود اپنی اور اہم ہیں اور وہ خصوصیات جو تاریخ کے ایک خاص مرحلے سے گزرنے کی وجہ سے عربی ماحول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اُس میں شامل ہو گئیں، اُن کے الگ الگ ہونے کی طرف اشارہ کر چکے ہیں)

جب ہم '' اسلامی ثقافت '' کا نام لیتے ہیں ' تو اس تصور کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ تمام مراسم اور روایات ' جمالیاتی اثر و تاثیر کے مظاہر اور فنی تخلیقات ، جو کہ ظاہر ہے ثقافت کا ایک جزو ہیں ' پوری اسلامی دنیا میں ایک سی ہوں ' یقیناً اس چیز کے لئے کوشش کرنا کھلے طور پر ایک ناممکن چیز کے لئے کوشش کرنا ہے - مزید برآں یہ کوئی اچھی بات بھی نہیں کہ انسانی قوت تخلیق کی تنوع پسندی اور زرخیزی کو ختم کر کے اُسے ایک یک رنگ سخت قسم کے قالب میں زبردستی محصور کیا جائے - اس بارے میں ہم یہ بھی کہیں گے کہ یہ چیز ہے بھی نا ممکن - کیونکہ ایک شخص جو ایسی سرزمین میں پیدا ہوا ہو، جہاں پانی با فراط ہے اور سبزہ لہرا رہا ہے ' اس کا بے اختیارانہ جمالیاتی رد عمل اس شخص جیسا نہیں ہوگا جو ایک ایسی جگہ پیدا ہوا ہے ' جو سنگلاخ پہاڑوں میں واقع ہے-اسی طرح سنگلاخ پہاڑوں میں رہنے والے کا ردعمل ایک صحرا میں رہنے والے کے رد عمل سے مختلف ہوگا - ایسے ہی ایک شخص جو ایک نہایت پیچیدہ صنعتی اور حرفتی ماحول میں پیدا ہؤا ہے ' اُس کا رد عمل اُس شخص سے مختلف ہوگا ' جس کے حالات اس سے بنیادی طور پر مختلف ہیں -

اسلامی ثقافت کو زندگی کے ان سب مظاہر و مناظر پر حاوی ہونا ہے ' محض برائے نام نہیں - بلکہ موثر طریقے سے - اور پھر اسے ان تمام کثرتوں کی جامع ہوتے ہوئے بھی اپنی اسلامیت قائم رکھنا ہے- یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے اگر ہم یہ مانیں کہ اسلام نام ہے مختلف حالات میں مخصوص قدروں سے متاثر ہونے کے ایک خاص طریقے کا - اگرچہ الگ الگ ماحول اور مختلف حالات میں لوگوں کا جمالیاتی اور تخلیقی رد عمل یقیناً مختلف ہونا چاہیئے لیکن اس کے باوجود ان رد عملوں میں وہ اخلاقی وصف پایا جانا ضروری ہے جس کا اسلام کے فرائض و احکام سے اظہار ہوتا ہے - چنانچہ جو ثقافتی نمونہ یہ مقصد پورا کرتا ہے - وہ اسلامی ہونے کا مستحق ہے - اور زیادہ سے زیادہ جس حد تک یہ نمونہ اس مقصد کو پورا کرے گا اتنا ہی زیادہ وہ اسلامی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگا - بے شک مظاہر و اشکال مختلف ہوں گی لیکن ان کا جوہر اصلی جو کہ ان قدروں سے عبارت ہے جن کی نمائندگی اسلام کرتا ہے یکساں ہی رہے گا - اس لئے اس معاملے میں یہ بڑا ضروری ہے کہ تنگ نظرانہ انتہا پسندی سے بچا جائے ، جو اس بات کی قائل ہے کہ اسلام یا مسلمانوں کے کسی گزشتہ عہد کی مخصوص ثقافت ہی اسلامی ثقافت ہے اور یہ کہ اسلامی ثقافت اس کے سوا اور کوئی شکل اختیار نہیں کر سکتی - لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسی طرح کی ایک اور انتہا پسندی سے بچنا بھی اتنا ہی ضروری ہے - جس کے تحت کہ ہر ثقافتی نمونے کو اسلام کا نام دیا جائے ، بغیر اسے حقیقی طور پر اسلامی قدروں سے ہم آہنگ اور مدغم کئے - اس سے ایک ایسی راہ کھل جاتی ہے - جو بے عنان آزادی اور مصلحت پسندی کی طرف لے جاتی ہے -

ہمارا کہنا یہ ہے کہ اسلام خاص طور پر ماورائی اعلیٰ معیاروں کے تحت ایک صحت مند ترقی خواہ معاشرتی نظام تخلیق کرنا چاہتا ہے - اگر ایک معاشرہ اس طرح کا معاشرتی نظام وجود میں نہیں لاتا - تو ظاہر ہے وہ اسلامی معاشرہ نہیں ہے - یا اگر وہ اسلامی ہے تو بس برائے نام - اب اگر ایک معاشرہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ ایک منصفانہ معاشرتی نظام چاہتا ہے اور اس کے لئے وہ کوشاں بھی ہے ، لیکن وہ ان اعلیٰ معیاروں کی ماورائیت اور عالمگیریت کا قائل نہیں ، تو یہ معاشرہ بھی ایسے ہی غیر اسلامی ہوگا- ایک ایسے معاشرتی نظام کو وجود میں لانے کا جو صحیح اسلامی ثقافتی قدروں کے رنگ میں رنگا ہوا ہو ، واحد موثر طریقہ یہ ہے کہ ایک بامعنی اور مربوط نظام تعلیم قائم کیا جائے - جس کے تحت ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ جماعتوں تک تمام درجوں میں اسلامی اصولوں کی تعلیم ہو - اور اسی طرح سب شعبہ ہائے علوم میں خواہ وہ ادبیات سے متعلق ہوں یا اجتماعیات سے یا وہ سائنسی علوم ہوں ، ان میں اسلامی اصولوں کو پڑھایا جائے - صرف اسی صورت میں ہماری سوچ بچار اور ہمارا تخلیقی فنی رد عمل صحیح معنوں میں اسلامی ہو سکتا ہے - اور اس کے بعد ہی اس امر کا امکان ہے کہ اسلامی ثقافت کا بتدریج فروغ ہو سکے - اگر ہم اس پر کار بند ہو جائیں تو کچھ عرصے کے بعد ہمارے علوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادبیہ اور علوم اجتماعیہ اور خاص طور پر اول الذکر علوم اسلامی علوم کی شکل اختیار کر لیں گے چنانچہ اس طرح کچھ عرصے کے بعد فلسفہ اسلامی فلسفہ اور علم سیاسیات اسلامی علم سیاسیات ہو جائے گا ۔ اور یہی صورت دوسرے علوم کی ہو گی ۔

اس سلسلے میں یہ ضروری نہیں کہ ایک مخصوص فلسفیانہ مسئلہ کو ترقی دے کر اسے اسلامی فلسفہ کا نام دیا جائے یا ایک مخصوص سیاسی فکر کو ترقی دے کر اسے اسلامی سیاسی فکر کہا جائے ۔ ہمیں اس طرح کی شدت پسندی سے بچنا ضروری ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر ایک بار ہماری سوچ بچار اسلامی اغراض و مقاصد کے رنگ میں رنگی جائے ، تو اس کے بعد ان بنیادوں پر جو بھی مسئلہ ارتقا پذیر ہو گا ، وہ اسلامی ہوگا ۔ اب یہ ممکن ہے کہ ایک مسئلے کی بحیثیت ایک اسلامی مسئلے کے دوسرے مسئلے سے کشمکش ہو اور وہ اس کے مقابلے میں غالب آنا چاہے ۔ لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ مسئلے اسلامی بنیادی خصوصیات سے اپنا تعلق استوار رکھیں ۔

جہاں تک طبعی سائنسوں کا تعلق ہے ، وہ نہ اسلامی ہیں نہ غیر اسلامی ۔ وہ تو فطری مظاہر اور فطری حقائق سے بحث کرتی ہیں ، لیکن اسلامی طرز زندگی میں ان سائنسوں کا مطالعہ اور خاص طور سے ان پر عمل در آمد اسلامی احکام کے تحت ہو گا ۔ ب یہ سوال کہ ایک آدمی ایٹم بم بنائے یا وہ ایٹمی توانائی کو تعمیری اغراض کے لئے مہیا کرے یا وہ اس دنیا میں سفر کی آسانیاں فراہم کرنے سے پہلے فضائی سفر کا سامان کرے ، اس کا جواب اسلامی ضمیر کو دینا ہوگا ۔ اور اسے اس عقدے کو حل کرنا ہوگا ۔

اسی طرح فنون لطیفہ ، شاعری اور فن تعمیر وغیرہ کے میدان میں بھی یہ ضروری ہے کہ اثر و تاثیر کے مظاہر میں تنوع کے امکانات کو تسلیم کیا جائے ۔ لیکن اسلامی احکام کے زیر اثر ان کی رہنمائی کرنا اور انہیں خاص راہوں پر ڈالنا ہوگا ۔ ایک مخصوص نظم یا ایک خاص تصویر اِس یا اُس ماحول سے متاثر ہے ، اس سوال کا تعلق فطرت اور اس کے مظاہر سے ہے ۔ لیکن یہ سوال کہ یہ تصویر یا یہ نظم کسی اسلامی قدر کے اظہار کے لئے ہے ۔ اس کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا ۔ غرض اسلام بڑے مثبت طریقے پر آج کے بنیادی اور سب پر حاوی بین الاقوامی مسئلے کو حل کرنے میں اس طرح مدد کر سکتا ہے کہ وہ اپنے حلقے میں مختلف ثقافتی روایات اور نوع به نوع ثقافتی مظاہر کو جگہ دے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے تحت ان کو یک جہتی اور وحدانیت کا کردار بھی عطا کرے ۔ یعنی کثرت کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے اسے ایک وحدت کے تحت لائے ۔ یہ طریقہ ہے جس سے اسلام ایک ایسا عالمی نظام بروئے کار لانے میں جو کثیر الثقافات ہو ، بہت بڑا کارنامہ سر انجام دے سکتا ہے ۔

(اصل انگریزی سے ترجمہ)

© rasailojaraid.com